پروفیسر حمید احمد خاں

شیخ محمد اکرام مرحوم

شیخ محمد اکرام، جنھوں نے گزشتہ مہینے رحلت کی، رسول نگر (ضلع گوجرانوالہ) کے ایک معروف شیخ قانونگو خاندان سے تھے۔ اس خاندان کے بعض متعلقین وزیرآباد اور دوسرے نواحی مقامات (مثلاً لائل پور) میں آباد ہیں۔ شیخ محمد اکرام کے والد شیخ فضل کریم صاحبِ فکر و تدبیر لوگوں میں تھے۔ خاندان کے بچوں اور بہن بھائیوں کی اولاد کی نگہداشت و تربیت پر انھیں خاص توجہ تھی۔ ان عزیزوں میں ان کے بھانجے شیخ محمد یوسف ظفر بھی تھے جو بعد میں اردو کے نامور شاعر ہوئے۔ شیخ فضل کریم خود محکمۂ مال کے اہل کار رہے تھے اور مدت العمر اس محکمے سے وابستہ رہ کر وظیفۂ حسنِ خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ شیخ محمد اکرام کے دادا دسوندی خاں کے نام سے موسوم تھے۔ دسوندی خاں کا شجرۂ نسب بعض منتخب تفصیلات کے ساتھ حسبِ ذیل ہے:

دسوندی خاں

- (۴) شیخ محمد عبداللہ
  - شیخ رحمت اللہ
- (۱) شیخ عبدالعزیز
  - ×
- (۲) شیخ فضل کریم
  - ثریا بیگم
  - (۶) محمد اقبال
  - (۵) محمد حق نواز
  - (۱) محمد اکرام
    - ۱- خالد اکرام، سی-ایس-پی (اسلام آباد میں ہیں)
    - ۱- حامد اکرام، ایم-آر-سی-پی (لندن میں ہیں)
    - ۳- زاہد اکرام، چارٹرڈ اکونٹنٹ (کراچی میں ہیں)
    - ۴- شاہدہ ء جاوید اظفر، سی-ایس-پی (اسلام آباد میں ہیں)
  - (۲) محمود احمد
  - (۳) منظور احمد
  - (۴) رضیہ بیگم
- (۳) دختر ء شیخ عنایت حسین
  - (۱) شیخ ہدایت علی
  - (۲) شیخ مبارک علی
- (۵) دختر ء شیخ غلام رسول
  - یوسف ظفر

ایک روایت کے مطابق شیخ محمد اکرام کی ولادت ۲۱ یا ۲۲ اگست ۱۹۰۸ء کو چک جھمرہ کے قریب ایک گاؤں میں ہوئی۔ ان کے پاسپورٹ میں ان کی تاریخِ ولادت ۱۰ستمبر ۱۹۰۸ء درج ہے لیکن ان دونوں تاریخوں میں محض دنوں کا فرق ہے۔ سال دونوں میں ۱۹۰۸ء ہی ہے۔ اُن کے برادرِ کوچک شیخ محمد اقبال بیان کرتے ہیں کہ ہمارے والد نے اپنے فرزندِ اکبر کا نام شیخ محمد اکرام اسسٹنٹ ایڈیٹر "مخزن" کے نام پر محمد اکرام رکھا۔ یہ نام بیٹے کے لیے گویا باپ کی ایک خواہش کا اظہار تھا۔

ننھے اکرام کی طفولیت کا زمانہ چک جھمرہ میں گزرا اور تعلیم کا آغاز بھی یہیں ہوا۔ پرائمری تک چک جھمرہ میں تعلیم پاکر اپنے چچا شیخ محمد عبداللہ کے پاس وزیر آباد چلے گئے۔ مشن ہائی اسکول وزیر آباد میں مڈل تک پڑھے۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول (بعد میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج) لائل پور سے میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ خواہش یہ تھی کہ ڈاکٹر بننے کے لیے ایف۔ایس سی میں داخلہ لیں۔ لیکن مدرسے میں سائنس کے مضامین نہیں پڑھے تھے اس لیے ایف۔ ایس سی میں داخلہ نہ مل سکا۔ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج، لائل پور جہاں سے میٹرک کیا تھا وہیں ایف۔ اے میں داخل ہوگئے۔ درسی مضامین میں فارسی زبان و ادب سے خاص رغبت تھی۔ اس بنا پر ہم جماعتوں میں "سعدی" کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔ چنانچہ برسوں بعد جب ان کے بھائی شیخ محمد اقبال (جو عمر میں بڑے بھائی سے تیرہ برس چھوٹے تھے) اس کالج میں پہنچے تو اساتذہ نے انھیں اس نسبت سے پہچانا کہ اچھا، یہ "سعدی" کا بھائی ہے!

لائل پور میں یہ چار برس کا زمانہ نوجوان محمد اکرام کے لیے شبانہ روز محنت اور مطالعے کا زمانہ تھا۔ اُن کے پھپھیرے بھائی شیخ مبارک علی جن سے اس سوانحی خاکے کے اکثر واقعات دریافت ہوئے، فرماتے ہیں کہ:

اکرام مجھ سے چھ سات سال چھوٹے تھے۔ جب میں کالج میں پڑھتا تھا اور اکرام لائل پور کے سکول میں، تو میں گرمی کی تعطیل میں لاہور سے ماموں مرحوم کے پاس لائل پور آیا کرتا تھا۔ شام کو کارونیشن لائبریری میں اکٹھے جایا کرتے تھے۔ مختلف اخبارات اور رسالے میزوں پر پڑے رہتے تھے۔ میں تو ایک پرچہ لے کر

مطالعہ کرتا تھا مگر اکرام اُتنے ہی وقت میں اپنا اخبار ختم کر لیتے اور دوسروں کے پیچھے کھڑے ہو کر وہ اخبار بھی پڑھ ڈالتے جو اور لوگوں کے سامنے ہوتے تھے۔ اُن کی رفتارِ مطالعہ شروع ہی سے بہت تیز تھی۔

اس دَور کی کتب بینی کے متعلق شیخ محمد اکرام کے چھوٹے بھائی شیخ محمد اقبال نے ایک دلچسپ بات سنائی۔ باپ کا دیا ہوا نام اکرام تھا مگر بیٹے نے قیامِ لائل پور کے ان دنوں میں "اکرام" پر "غالب" اور "مصطفٰی" کا اضافہ کر کے کتابوں میں اپنا نام "غالب مصطفٰی اکرام" لکھنا شروع کر دیا۔

۱۹۲۶ء میں شیخ محمد اکرام ایف۔ اے میں بدرجۂ اول کامیاب ہوئے اور سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ لائل پور سے لاہور آ کر گورنمنٹ کالج میں داخل ہوئے۔ بی۔ اے میں ان کے مضامین انگریزی، معاشیات اور فارسی تھے۔ ان مضمونوں میں بی۔ اے کرنے کے علاوہ انھوں نے فارسی میں آنرز بھی لی مگر فارسی میں آنرز کرنے کے بعد ۱۹۲۸ء میں جب وہ ایم۔ اے میں داخل ہوئے تو ایم۔ اے کے لیے انھوں نے انگریزی ادب کا انتخاب کیا۔ ۱۹۳۰ء میں ایم۔ اے انگریزی کے امتحان میں انھوں نے درجۂ اول میں کامیابی حاصل کی۔ اس سے پہلے کالج کے رسالے "راوی" کے ایڈیٹر رہے اور سال ۱۹۳۰ء میں ان کا نام "ایکیڈمک رول آف آنرز" میں درج ہوا۔ مطالعے کے انہماک کے علاوہ اُنھوں نے اِن دنوں کھیلوں میں بھی دلچسپی لی۔ جمناسٹک کلب میں اُن کا حصہ نمایاں تھا اور تیراکی کے کلب میں بھی۔ جو لوگ اُنھیں اِس زمانے سے جانتے ہیں انھیں گورنمنٹ کالج کے تالاب میں شیخ محمد اکرام کی سبک دست شناوری کا منظر یاد ہوگا۔ تاہم اُن کی کالج کی زندگی میں ورزش سے کہیں زیادہ واضح نقش اُن کے علمی مشاغل کا تھا۔ اس سلسلے میں ایک قابلِ ذکر واقعہ چوہدری محمد علی سے اُن کی پہلی ملاقات کا ہے۔ چوہدری صاحب (جو بعد میں پاکستان کے وزیرِ اعظم ہوئے) ایم۔ ایس سی کرنے کے لیے دو سال گورنمنٹ کالج کے طالب علم رہے تھے اور غالباً ۱۹۲۵ء۔ ۱۹۲۷ء کے دوران میں نیو ہوسٹل کے مقیم طلبہ میں سے تھے۔ ۱۹۲۸ یا ۱۹۲۹ کا واقعہ ہے جب شیخ محمد اکرام سال پنجم کے طالب علم کی حیثیت سے نیو ہوسٹل میں مقیم تھے اور

چوہدری محمد علی اسلامیہ کالج میں کیمسٹری کے لکچرار تھے۔ ایک دن چوہدری صاحب اپنے کسی کام سے نیو ہوسٹل آئے۔ شیخ محمد اکرام اپنے کمرے میں مثنوی رومی کے کچھ اشعار گا رہے تھے۔ چوہدری صاحب سامنے کے برآمدے سے گزرتے گزرتے یہ آواز سن کر رک گئے اور دروازے پر دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئے۔ اس طرح ان سے شیخ محمد اکرام کا عمر بھر کا تعلق قائم ہوا۔

جنوری ۱۹۳۱ میں شیخ محمد اکرام نے دہلی جا کر آئی۔سی۔ایس کا امتحان دیا۔ اس امتحان میں کامیاب ہو کر اسی سال ستمبر میں آکسفورڈ روانہ ہوئے۔ آکسفورڈ کے دو سالہ قیام میں اُن کا تعلق جیزس کالج سے تھا۔

۱۹۳۳ میں انگلستان سے واپس آئے تو صوبہ بمبئی کی سول سروس میں تقرر ہوا۔ پہلے کیرا (KAIRA) میں اسسٹنٹ کمشنر تعینات ہوئے۔ پھر ۱۹۳۵-۱۹۳۸ میں سورت کے اسسٹنٹ کمشنر رہے۔ اس زمانے میں ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ کو اُن کا عقد میاں مختار نبی ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت پنجاب کی بڑی صاحبزادی سے ہوا۔ ۱۹۳۸ سے شروع کر کے ان کی سرکاری خدمت کے کوائف کا نقشہ حسب ذیل ہے:

ہندوستان: ۱۹۳۸ - ۱۹۴۰ پونا، ڈپٹی رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز
۱۹۴۰ - ۱۹۴۱ - بڑودچ اور گودھرا۔ کلکٹر
۱۹۴۱ - ۱۹۴۵ - پونا - رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز اور ڈائرکٹر دیہی ڈیولپمنٹ
۱۹۴۵ - ۱۹۴۷ - شولاپور - کلکٹر

پاکستان: ۱۹۴۷ - ۱۹۴۸ - کراچی - ڈپٹی سکریٹری انفرمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ
۱۹۴۹ - ۱۹۵۳ - " " جائنٹ " " "
اوائل ۱۹۵۴ - نیویارک - کولمبیا یونیورسٹی میں مہمان پروفیسر
اواخر ۱۹۵۴ - مراجعت وطن
اوائل ۱۹۵۵ - اواخر ۱۹۵۷ - ڈھاکہ - سکریٹری مواصلات

۱۹۵۸ - لاہور - ایڈیشنل چیف سکریٹری، مغربی پاکستان
۱۹۵۹ - کراچی - سکریٹری انفرمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ
۱۹۶۰ - لاہور - ممبر، بورڈ آف ریونیو، مغربی پاکستان

۱۹۶۰، ۱۹۶۶ - لاہور
(۱) چیئرمین روڈ ٹرانسپورٹ
(۲) چیئرمین، لینڈ یوٹلائی زیشن کمیشن (غلام محمد بیراج کی آبادکاری اُن کے سپرد تھی - چنانچہ علاقے میں ایک جگہ کا نام "ٹنڈو اکرام" رکھا گیا)
(۳) چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف (۱۹۶۴ میں)
(۴) ممبر بورڈ آف ریونیو، اکسائز اینڈ ٹیکسیشن

یکم جولائی ۱۹۶۶ - ۱۷ جنوری ۱۹۷۳ - لاہور - ناظم ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ -

اس کام پر جس کی تفصیل ابھی پیش کی گئی ہے شیخ محمد اکرام کی بعض دوسری مصروفتیں مستزاد تھیں - وہ بے شمار کمیٹیوں اور اداروں کے اعزازی رکن رہے - ان میں سے چند ہی کے نام یہاں دیئے جاسکتے ہیں - مثلاً ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی پاکستان - ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان - مجلسِ ترقی ادب - پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ اور تاریخ مسلمانانِ پاکستان و ہند کی مجلس منتظمہ - انھوں نے بارہا ممالکِ غیر کا سفر کیا - بہت مرتبہ بھارت اور انگلستان گئے - نیپال، ایران، عرب، جرمنی، سوئٹزرلینڈ وغیرہ کے سفر ان دو ملکوں کی سیاحت کے علاوہ ہیں - امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی میں وہ مہمان استاد کی حیثیت سے ۱۹۵۳-۱۹۵۴، ۱۹۵۸-۱۹۵۹، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۴ اور ۱۹۶۸ - ۱۹۶۹ میں بار بار گئے اور ۱۹۶۶ میں تو اس یونیورسٹی نے انھیں صرف اس لیے بلایا کہ نیویارک آ کر یونیورسٹی کی INSTITUTE OF SOUTH ASIAN STUDIES کے قیام میں مدد دیں - ۱۹۶۴ میں پنجاب یونیورسٹی نے انھیں ڈی - لٹ کی اعزازی سند دی -

اپنی منصبی خدمت کے علاوہ شیخ محمد اکرام کی زندگی کا سب سے بڑا مشغلہ تصنیف و تالیف تھا -

جہاں جہاں وہ رہے کتابوں کے ایک روز افزوں ذخیرے سے اُن کا مکان بھرا رہتا تھا۔ ۱۹۳۱ - ۳۲ میں وہ ابھی انگلستان ہی میں آئی۔سی۔ایس کے لیے زیر تربیت تھے کہ انھوں نے مرزا غالب کے کلام کی ترتیبِ زمانی پر کام شروع کر دیا۔ غالب نامہ جو اُن کی سب سے پہلی اور شاید مشہور ترین تصنیف ہے ۱۹۳۶ میں اس وقت شائع ہوئی جب وہ سورت میں اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی انھوں نے مسلمانانِ برعظیم کی دینی و عقلی تاریخ مرتب کرنے پر توجہ مبذول کی۔ آبِ کوثر اور موجِ کوثر ۱۹۴۰ میں شائع ہوئیں اور اس سے اگلے سال رودِ کوثر کی اشاعت سے اس یادگار سلسلے کی تکمیل ہو گئی۔ اسی ضمن میں علامہ شبلی کے متعلق شبلی نامہ لکھی گئی اور بمبئی سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کی اشاعتِ ثانی مزید تفاصیل و اضافہ جات کے ساتھ یادگارِ شبلی کے نام سے ۱۹۷۱ میں دوبارہ چھپی۔ ۱۹۵۰ میں MAKERS OF PAKISTAN AND MODERN MUSLIM INDIA کی اشاعت عمل میں آئی اور ۱۹۶۵ میں یہی گراں قدر کتاب اضافہ جات کے ساتھ MODERN MUSLIM INDIA AND THE BIRTH OF PAKISTAN کے نام سے شائع ہوئی۔ ۱۹۵۵ میں THE CULTURAL HERITAGE OF PAKISTAN چھپی۔ جس کی تدوین میں کیمبرج کے ڈاکٹر پرسیول اسپیئر نے بھی حصہ لیا۔ ۱۹۶۱ میں A POLITICAL AND CULTURAL HISTORY OF MUSLIMS IN THE INDO-PAKISTAN SUB-CONTINENT لاہور میں چھپ کر شائع ہوئی۔ اس کتاب کا مختصر امریکی اڈیشن پروفیسر اینزلی ایمبری نے MUSLIM CIVILIZATION IN INDIA کے نام سے تیار کر کے ۱۹۶۴ میں کولمبیا یونیورسٹی پریس سے شائع کیا۔ ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ دربارِ ملی کی ترتیب بہ اعانت ڈاکٹر وحید قریشی عمل میں آئی۔ یہ کتاب ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔

۱۹۷۲ کے موسم گرما میں شیخ محمد اکرام نے ۱۹۴۷ سے ۱۹۷۱ تک مملکتِ پاکستان کی مفصل تاریخ مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس پر کام شروع کر دیا۔ وہ ہر لحاظ سے اس منصوبے کی تکمیل کے اہل تھے۔ نہ صرف اپنی علمی قابلیت کی بنا پر بلکہ وزارتِ اطلاعات و نشریات سے سال ہا سال اپنی منصبی وابستگی کے باعث جو کچھ وہ لکھ سکتے تھے، شاید کوئی اور نہیں لکھ سکتا تھا۔

مگر یہ منصوبہ ابھی قوت سے فعل میں نہیں آیا تھا کہ کارپردازانِ قضا و قدر نے گزشتہ ماہ جنوری میں ایک ایسا فیصلہ کیا جو قطعاً خلاف توقع تھا۔ ۸ جنوری کو شیخ محمد اکرام ڈاکٹر کے مشورے سے چند روز کے ضروری آرام کے لیے البرٹ وکٹر ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ ۱۶، ۱۷ جنوری کو طبیعت میں نمایاں اصلاح محسوس ہوئی، تو بیٹے اور بیٹی کو ہسپتال سے رخصت کر دیا۔
۱۷ جنوری کی شام کو بیگم اکرام تنہا اپنے شوہر کے پاس تھیں۔ دس بجے کے قریب دونوں نے اگلے دن کی دواؤں اور ٹیکوں کے متعلق باہم مشورہ کیا اور پھر شیخ محمد اکرام نے کہا کہ اب میں سو جانا چاہتا ہوں۔ بیگم نے دوائیں قرینے سے ایک طرف رکھنی شروع کی تھیں کہ ناگہاں ایک ہچکی کی آواز سن کر مڑیں۔ دیکھا کہ آبِ کوثر کا مصنف چپ چاپ کوثر و تسنیم کے سرچشمے کی تلاش میں اپنے آخری سفر پر روانہ ہو چکا ہے۔

یادگارِ شبلی : از ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مرحوم

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی کو ہمارے ادب اور علمی و فکری تاریخ میں جو بلند مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے احوالِ زندگی سید سلیمان ندوی مرحوم نے ۱۹۴۳ء میں حیاتِ شبلی میں جمع کیے تھے۔ تصانیف کے بارے میں وہ ایک علیحدہ کتاب لکھنا چاہتے تھے لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر محمد اکرام کی اس کتاب "یادگارِ شبلی" میں نہ صرف مکمل حالاتِ زندگی ہیں (اور اس ضمن میں وہ مواد سمیٹ لیا گیا ہے جو حیاتِ شبلی کی اشاعت کے بعد شائع ہوا، یا سید صاحب کو کسی وجہ سے دستیاب نہ ہو سکا) بلکہ علامہ شبلی کی ہر ایک کتاب پر علیحدہ تفصیلی تبصرہ بھی شامل ہے۔
علامہ شبلی ایک جامع حیثیات ہستی تھے۔ وہ بیک وقت اعلیٰ درجے کے مصنف، معلم، مورخ، شاعر اور سیاست دان تھے۔ یادگارِ شبلی ان کی زندگی، کارناموں اور تصانیف کے طویل اور غائر مطالعہ کا حاصل ہے۔ انشاء اللہ اس سے نہ صرف شبلی شناسی کی نئی راہیں کھلیں گی بلکہ قوم کے فکری مسائل سمجھنے اور ان کا مناسب حل تلاش کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ ضخامت: ۴۶۸ صفحات۔ قیمت: ۱۴/۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور